70222 ـ کیا بیوی بچوں کو اپنے سے دور رکھنا لازم ہے تا کہ وہ کفریہ ممالك میں نہ رہیں ؟

سوال

میں مسلمان ہوں اور ایک اسلامی ملك كی مسلمان خاتون سے شادی کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ بیوی اور بچے کفریہ ملك میں رہائش اختیار کریں، میں خود امریکہ میں کام کرتا ہوں جہاں میری پیدائش ہوئی ہے، اور تقریبا مجھے تین برس تك یہیں کام کرنا ہے تا کہ میں مستقبل کی کوئی پلاننگ کر سکوں، اس کے بعد ہی میں کسی اسلامی ملك میں تعلیم حاصل کر سکتا ہوں، اور اس اسلامی ملك میں رہ سکتا ہوں جہاں کی میری بیوی ہے، ان شاء اللہ.
میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کو واپس جا کر اپنے اسلامی ملك میں رہنے پر مجبور کرتا ہوں اور خود یہاں امریکہ میں رہوں (اور یہاں ویزٹ پر مجھے ملنے کے لیے آنے سے منع کروں) اور جتنی دیر میں یہاں رہتا ہوں بچوں کی تربیت اسلامی ملك میں ہی ہو، میں ہر سال صرف دو ماہ کے لیے انہیں ملنے جایا کروں تو کیا ایسا کرنا حرام تو نہیں ؟
اور کیا میرے لیے واجب ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دوں حالانکہ یہ ملك کفریہ اور بہت ہی برائی اور فحاشی سے اٹا ہوا ہے ؟
اور کیا بیوی کو میرا فیصلہ قبول کرنا واجب ہے ؟
آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس موضوع کے متعلق کتاب و سنت سے دلائل بھی دیں ہو سکتا ہے اس سے ہمیں اس موضوع کو سمجھنے میں اور آسانی ہو جائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کفریہ ممالك میں رہائش اختیار کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے، کیونکہ وہاں رہنے کے نتیجہ میں مسلمان کے دین اور اس کے عقیدہ پر غلط اثر پڑتا ہے، اور اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے مابین رہائش اختیار کرنے سے بچنے کا کہا ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں ہر اس مسلمان شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش اختیار کرتا ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2645) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن کچھ ایسے حالات ہیں جن میں مسلمان شخص کے لیے کفریہ ممالك میں رہائش اختیار کرنا جائز ہوگا، لیکن اس میں بھی کچھ شروط و قیود پائی جاتی ہیں: کہ مسلمان شخص کے دین اور عقیدہ پر کوئی اثر نہ پڑے، اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (13363) اور (27211) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

دوم:

آپ کو چاہیے کہ اپنے بیوی بچوں کو اپنے پاس رکھ کر ان کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کرنے، اور اپنے آپ کو ان کی بنا پر فتنہ وفساد سے محفوظ رکھنےکی مصلحت اور ان کا اس کفریہ ممالك میں رہنے کے نتیجہ میں جو خرابی پائی جاتی ہے کہ ان کے دین اور اخلاق میں بگاڑ پیدا ہونا ممکن ہے اس میں مقارنہ ضرور کریں.

اور یہ بھی مدنظر رکھیں کہ آپ کا اس پرفتن معاشرے میں اکیلا رہنا کیسا ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے گھر والوں سے بھی مشورہ ضرور کریں اور پھر کسی فیصلہ تك پہنچے، اور پھر آپ دونوں اللہ کے تقوی و پرہیزگاری کی رغبت رکھتے ہوئے وہ اختیار کریں جو اللہ کو راضی کرنے کا باعث بنے.

اس طرح اگر آپ کو یہ راجح معلوم ہو کہ انہیں اس ملك سے دور رکھنا ہی افضل و بہتر ہے تو انہیں ان کے اسلامی ملك بھیج دیں تو اس میں آپ پر کوئی حرج نہیں ہوگا، اور آپ کی بیوی کو آپ کا فیصلہ مانتے ہوئے آپ کی اطاعت کرنا ہو گی.

کیونکہ معصیت و نافرمانی کے علاوہ ہر کام میں بیوی کو خاوند کی اطاعت کرنی لازم ہے اس کے کتاب و سنت میں بہت سارے دلائل پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایك ذیل میں دیے جاتے ہیں:

مسند احمد اور مستدرك حاکم میں مروی ہے کہ حصین بن محصن بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایك کام کے لیے آئی جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

" کیا تم شادی شدہ ہو ؟

تو انہوں نے عرض کیا: جی ہاں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم اپنے خاوند کے لیے کیسی ہو ؟

تو انہوں نے عرض كيا: ميں اس كے حق ميں كوئى كوتاہى نہيں كرتى، الا يہ كہ ميں عاجز ہو جاؤں.

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تم يہ خيال ركھو كہ تم اس كے ہاں كيسى ہو ؟

كيونكہ وہ تمہارا خاوند تمہارى جنت اور جہنم ہے "

مسند احمد حديث نمبر (18233) علامہ البانى رحمہ اللہ صحيح الترغيب و الترهيب حديث نمبر (1933) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے، اور امام منذرى رحمہ اللہ نے اس كى سند كو جيد كہا ہے.

آلوہ: كا معنى يہ ہے كہ ميں اس كے حق ميں كسى قسم كى كوتاہى نہيں كرتى.

اور ايك حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" عورت كے ليے جائز نہيں كہ خاوند كى موجودگى ميں خاوند كى اجازت كے بغير روزہ ركھے "

صحيح بخارى حديث نمبر (5195).

علامہ البانى رحمہ اللہ اس حديث پر تعليقا كہتے ہيں:

" جب عورت پر قضائے شہوت ميں اپنے خاوند كى اطاعت واجب ہے تو پھر اس سے بھى اہم اشياء ميں اس كى اطاعت بالاولى واجب ہوگى، جس ميں اولاد كى تعليم و تربيت اور گھر كى اصلاح وغيرہ دوسرے واجب كردہ حقوق شامل ہيں " انتہى

ديكھيں: آداب الزفاف (282).

مزيد آپ سوال نمبر (43123) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

دوم:

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب فتنہ و فساد سے امن والى جگہ ہو تو خاوند كا اپنى بيوى سے دور جانے ميں كوئى حرج نہيں، اور اگر بيوى اسے چھ ماہ سے زائد عرصہ دور رہنے كى اجازت دے تو كوئى حرج نہيں، ليكن اگر بيوى اپنے حقوق كا مطالبہ كرے اور اسے آنے كا كہے تو پھر خاوند كے ليے چھ ماہ سے زائد غائب رہنے كا حق نہيں ہے.

لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلا بیمار ہو یا کوئی اور عذر تو پھر ضرورت کو خاص احکام حاصل ہیں، بہر حال اس میں حق بیوی کا ہے، جب وہ اجازت دے دے اور وہ امن و امان والے علاقے میں ہو تو خاوند پر کوئی گناہ نہیں، چاہے زیادہ عرصہ بھی غائب رہے " انتہی

ماخوذ از: فتاوی العلماء فی عشرة النساء (106).

واللہ اعلم .